تعارف وتبصرہ

ڈاکٹر انوار احمد اعجاز

''چہرے کا پردہ: واجب یا غیر واجب؟''

مصنفین: پروفیسر خورشید عالم/حافظ محمد زبیر

صفحات ۴۱۲۔ قیمت: ۳۵۰ روپے۔ شائع کردہ: دارالتذکیر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔

علمی وفکری مسائل میں ارباب علم ودانش کو جب بحث ومباحثہ کا ماحول بہترین انداز میں نصیب ہو جائے تو ان کے ہاں باہمی مکالمے کا ذوق فزوں تر ہو کر تجزیہ واستدلال کی شاہراہ پر چلتے ہوئے حقائق کی تفصیلات وجزئیات تک کا سفر طے کرتا ہے۔ عصر حاضر میں بعض دینی رسائل بڑے اہتمام کے ساتھ اس علمی روایت کو نہ صرف نبھا رہے ہیں بلکہ اس روایت کی ایک نئی روایت کی بھی تشکیل کر رہے ہیں۔ ان رسائل میں اشراق، الشریعہ اور حکمت قرآن کے نام بطور مثال پیش کیے جا سکتے ہیں۔

'چہرے کا پردہ واجب یا غیر واجب' کے موضوع پر اگست ۲۰۰۵ میں پروفیسر خورشید عالم کا مقالہ ماہنامہ اشراق میں اشاعت پذیر ہوا تھا۔ یہ مقالہ اپنے اندر موضوع کی مناسبت سے سیر حاصل مواد رکھتا تھا۔ پروفیسر خورشید عالم نے اس مقالے میں سورہ احزاب اور سورہ نور کی ترتیب نزولی، حجاب اور ستر کے مباحث اور امتیازات، لفظ 'جلباب' پہ لغت اور تفسیر کے حوالے سے تحقیق، 'الا ما ظہر منہا' کی تفسیر، غض بصر اور زینت ظاہری کے بارے میں عادتاً اور عبادتاً کی اصطلاح کے پس منظر میں محدثین اور فقہا کے نقطہ ہائے نظر کو نہایت احسن انداز میں پیش کیا گیا۔ یہ مقالہ اپنے اندر علمی وفکری بصیرت کا کافی سامان لیے ہوئے تھا۔

حافظ محمد زبیر نے ماہنامہ 'حکمت قرآن' کی دسمبر ۲۰۰۵ کی اشاعت میں اس مقالے کے مباحث پہ اپنا تنقیدی مقالہ ''چہرے کا پردہ، واجب، مستحب یا بدعت؟'' کے عنوان سے پیش کیا۔ اس مقالہ کا ایک جملہ یہ ہے: ''فاضل مصنف علما کے شذوذات سے استدلال کرتے ہوئے چہرے کے پردہ کے واجب یا مستحب تو کجا، بدعت قرار دینے کی طرف مائل نظر آتے ہیں۔'' حافظ محمد زبیر نے اپنے مقالہ میں پروفیسر خورشید عالم سے گزارش کی کہ علمائے سلف کے موقف کو خلط ملط نہ کریں۔ انہوں نے پردے کے واجب یا غیر واجب کی علمی عقدہ کشائی کو مستحب اور بدعت تک پھیلانے کا معرکہ سرانجام دیا۔

پروفیسر خورشید عالم نے اشراق، مئی ۲۰۰۶ میں حافظ محمد زبیر کے علمی کام کا بھرپور جواب دیتے ہوئے ان کی علمی بددیانتی سے لے کر ان کے مبلغ علم تک کی قلعی اس طرح کھول دی کہ بیشتر پڑھنے والے حیران رہ گئے۔ پروفیسر صاحب نے لکھا کہ

''انہوں نے اس جواب کو فقہی عنوان دے کر غلط مبحث سے کام لینے کی کوشش کی ہے اور خاص مکتب فکر سے تعلق کی بنا پر اپنے ذہن میں جمے ہوئے خیالات کو تحقیق کے بغیر جوں کا توں 'حکمت قرآن' کے صفحات تک منتقل کر دیا ہے۔''

بہرحال اشراق اور حکمت قرآن کے صفحات پہ ان دو ارباب دانش کے مباحثات مسلسل اشاعت پذیر ہو کر بالآخر ماہنامہ اشراق، فروری ۲۰۰۷ میں اختتام پذیر ہوئے۔ یہ ۷ مقالے اپنے اندر موضوع کی مناسبت سے نہ صرف علمی و تحقیقی مواد رکھتے ہیں بلکہ جواب مقالہ اور پھر جواب الجواب کی صورت میں تحقیق مزید کا روپ بھی لیے ہوئے تھے۔ جن قارئین نے ان ہر دو رسائل میں اس علمی بحث کو چلتے اور اظہار کی نت نئی صورتیں اختیار کرتے پڑھا ہوگا، یقیناً انہوں نے اس بحث سے بہت کچھ سیکھا ہوگا، خاص طور پر یہ کہ کس طرح اپنا نقطہ نظر دلائل کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے، جس موقف سے اختلاف ہو، اس کی کمزوری کو کس طرح علمی انداز سے واضح کیا جاتا ہے اور استدلال سے اپنے موقف کی برتری کس طرح واضح کی جاتی ہے۔

یہ کتاب اپنے اندر تحقیق اور جستجو کے شائقین کے لیے خاصا مواد رکھتی ہے، اور ابھی کسی اور محقق سے اس موضوع اور مواد پہ تحقیقی اور تنقیدی مطالعے کا حق مانگتی ہے۔ کاش کوئی اہل علم اور زیرک ناقد پیش کردہ مواد کا تنقیدی اور تحقیقی جائزہ پیش کر کے تشنگان علوم کی پیاس بجھا دے۔ البتہ حافظ محمد زبیر کے علمی مرتبے اور تحقیق کے اسلوب کے حوالے سے جو تاثر اس کتاب کے مطالعے سے قائم ہوتا ہے، اس کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ انھیں تحقیق کے میدان میں ابھی خاصا سیکھنے کی ضرورت ہے۔ یہ جان کر حیرت ہوتی ہے کہ وہ غلط مبحث سے کام لیتے ہوئے کس طرح غیر متعلقہ معاملات اٹھاتے ہوئے علمی دیانت کے منافی طرز اختیار کرتے ہیں۔ ان کی عربی دانی کی قابلیت جس طرح ان کے نادر نمونوں سے سامنے آتی ہے، اس کو کوئی اور مثال ابھی تک ہمارے سامنے نہیں ہے کہ وہ کس طرح جا بجا الفاظ کے غلط معنی اور کئی مقامات پر احادیث کے غلط ترجمے کر کے ایک افسوس ناک اور غلط روایت کے امین ہونے کا بھرپور ثبوت دے رہے ہیں۔ حکمت قرآن مارچ ۲۰۰۶ میں اشاعت پذیر ان کے مقالے میں اٹھارویں حدیث کا ترجمہ انہوں نے جس طرح سے کیا ہے، اس پر افسوس کا اظہار ہی کیا جا سکتا ہے کہ اصل معاملہ کیا تھا اور حافظ محمد زبیر نے کیا سے کیا کر کے پیش کیا ہے۔ (ص ۱۹۰) اسی طرح نہ الفاظ کی دلالت سے نہ معانی کی دلالت سے، نہ ہی لغت کی شہادت سے 'جلباب' کا معنی وہ نکلتا ہے جو حافظ محمد زبیر نکالتے ہیں۔ (ص ۲۲۲) فضیل بن عباس والی روایت کا مکمل علمی تجزیہ (ص ۲۲۷) پڑھ کر ہمیں حافظ محمد زبیر کی علمی استعداد اور طرز استدلال سے جو آگاہی ہوتی ہے، اس پر فاعتبروا یا اولی الابصار ہی کہا جا سکتا ہے۔ غلط تراجم، بودے استدلال، معانی میں تحریف، اور غیر متعلقہ معاملات اٹھانے کی روایت کے ساتھ ساتھ عربی لغت سے ناواقفی کے باعث اگر حافظ محمد زبیر، پروفیسر خورشید عالم کی طرف سے دیے گئے مشوروں کو قبول کر لیں اور آئندہ بحثوں میں زیادہ سنجیدگی اور محنت سے کام لیں تو اس مباحثے کا حق ادا ہو جائے گا۔

کتاب کے صفحات نمبر ۱۶۴، ۲۱۸ اور ۳۹۱ پر ایک ترکیب ''فحش غلطی'' استعمال ہوئی ہے۔ یہ ایسا غلط العام بن چکا ہے کہ عموماً اس کو غلط سمجھا ہی نہیں جاتا۔ یہ ترکیب ہی غلط ہے، اصل لفظ ہے فاش غلطی۔ فاش کا مطلب ہے ظاہر، کھلا، آشکار، صریح، جب کہ فحش کا مطلب ہے گالی، بے ہودہ بات، یا قابل شرم بات۔ ایک لفظ فاحش بھی ہے جس کا مطلب شرمناک، جسم، بھاری اور سخت ہے۔ لغت کی کتابوں میں فاش غلطی اور فاحش غلطی تو ان معنوں میں مستعمل ہیں جو ہمارے اہل قلم لکھنا